QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

فارسی ادبیات میں سیرت نبوی ﷺ کی روایت: ادبی و فکری جہات کا جائزہ

The Tradition of Prophetic Biography in Persian Literature: A Study of Literary and Intellectual Dimensions

Muhammad Safdar
PhD Scholar, Dept. of Islamic Studies, Govt. College University Faisalabad. Email: Safdaruos21@gmail.com
Dr. Umar Hayat
Associate Professor, Dept. of Islamic Studies, Govt. College University Faisalabad. Email: drumarhayyat@yahoo.com

This study explores the tradition of *Sīrah Nabawiyyah* (Prophetic Biography) within Persian literature, focusing on its literary manifestations and intellectual trajectories. Persian literary heritage has played a pivotal role in presenting the life of Prophet Muhammad ﷺ not only as a spiritual and religious model but also as a source of ethical, cultural, and intellectual inspiration. By examining classical and modern Persian texts, this research highlights the ways in which poets, historians, and thinkers articulated the Prophet's personality, teachings, and universal message through diverse literary genres, including poetry, prose, and historiography. Furthermore, the study investigates the intellectual underpinnings that shaped these writings, demonstrating how Persian literary tradition contributed to the development of Islamic thought and interlinked it with broader cultural and civilizational contexts. The analysis emphasizes both the aesthetic qualities of literary expression and the depth of intellectual reflection, thereby offering a comprehensive understanding of how Persian literature has preserved, enriched, and transmitted the Prophetic tradition across centuries.

Keywords: Persian Literature, Prophetic Biography, Intellectual Perspectives, Islamic Thought, Cultural Heritage

تعارف:

فارسی ادبیات اسلامی تہذیب کا وہ گراں قدر سرمایہ ہے جس نے نہ صرف اخلاقی و روحانی اقدار کو محفوظ کیا بلکہ سیرتِ نبوی ﷺ کو بھی ادبی و فکری پیرائے میں پیش کرنے کی انوکھی روایت قائم کی۔ فارسی شعرا، نثر نگاروں اور مورخین نے حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو عقیدت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے اس میں تہذیبی و فکری رنگ بھی شامل کیا۔ یہی وجہ ہے کہ نعتیہ شاعری،

مثنویات اور تاریخی متون میں سیرت کے مختلف پہلو نمایاں نظر آتے ہیں۔ برصغیر میں چونکہ فارسی علمی و دفتری زبان تھی، اس لیے یہاں کے علمانے سیرت نگاری میں مقامی تہذیبی خصوصیات کو شامل کر کے ایک منفرد اسلوب وضع کیا۔ اس روایت میں جامع کتب کے ساتھ ساتھ خصائص، معجزات، مغازی، فضائل و مناقب اور شمائل پر بھی مستقل تصانیف ملتی ہیں۔ سید محمد گیسو دراز، قاضی ثناء اللہ، شیخ عبد الحق دہلوی اور شاہ ولی اللہ جیسے علمانے اس باب میں نمایاں خدمات انجام دیں، جن سے اسلامی فکر اور فارسی ادب دونوں کا دامن مالامال ہوا۔

مبحث اول: ابتدائی مصادرِ سیرت اور فارسی ادبی روایت کی بنیادیں

سیرتِ نبوی ﷺ کی ابتدائی تشکیل عربی زبان کے بنیادی مصادر جیسے ابن اسحاق، ابن ہشام اور طبری کی روایات کے ذریعے ہوئی جنھوں نے بعد کے تمام مسلم معاشروں کے لیے بنیادی ماخذ کی حیثیت اختیار کی۔ جب فارسی زبان اسلامی تہذیب میں علمی و ادبی اظہار کا ایک اہم وسیلہ بنی تو ان عربی مصادر کی روشنی میں فارسی ادبی روایت نے بھی سیرت نگاری کی بنیاد رکھی۔ ابتدا میں یہ روایت عربی متون کے تراجم اور تلخیصات پر مشتمل تھی، لیکن رفتہ رفتہ فارسی ادبی ذوق اور جمالیاتی اسلوب نے اسے محض تاریخی بیان سے آگے بڑھا کر ایک تخلیقی، فکری اور تہذیبی روایت میں بدل دیا۔ فارسی شعرا اور نثر نگاروں نے سیرتِ نبوی ﷺ کو نہ صرف عقیدت و محبت کے اظہار کا ذریعہ بنایا بلکہ اسے اخلاقی اقدار، فکری مباحث اور تہذیبی شعور کے ساتھ جوڑ کر ایک ایسی ادبی روایت قائم کی جس میں عربی مصادر کی علمی گہرائی اور فارسی ادب کی جمالیاتی لطافت کا حسین امتزاج ملتا ہے۔

جوامع سیرت الرسول ﷺ

"جوامع سیرت الرسول ﷺ" وہ فارسی تصانیف ہیں جو رسول اکرم ﷺ کی پوری حیاتِ طیبہ یا اس کے بڑے حصے کو جامع انداز میں بیان کرتی ہیں۔ یہ کتب کسی ایک پہلو تک محدود نہیں رہتیں بلکہ عربی ماخذ سے اخذ کردہ مواد کو مقامی ادبی و فکری ذوق کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔

رسالہ سیر النبی ﷺ

"رسالہ سیر النبی ﷺ" سید محمد گیسو دراز (م ۸۲۵ھ) کی تصنیف ہے جو برصغیر میں فارسی سیرت نگاری کی اولین مثالوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس میں رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو جامع اور صوفیانہ انداز میں پیش کیا گیا۔ یہ دکن میں فارسی سیرت نگاری کی بنیاد رکھنے والی نمایاں تصنیف ہے۔

سرور المحزون فی شرح العیون

اس رسالے کے مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہیں۔ شاہ صاحب نے یہ کتاب ابن سید الناس (متوفی: ۷۳۴ھ) کی کتاب "نور العیون فی تلخیص سیرۃ الامین والمامون ﷺ" کا فارسی ترجمہ کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی اس کتاب کو برصغیر میں سیرتِ

نبوی ﷺ پر پہلی درسی کتاب کہا جاتا ہے جو اُس دور کے مدارس میں طلبہ کو پڑھائی جاتی تھی۔ شوکت علی شاہ جہاں پوریؒ نے اس کتاب کا سب سے پہلے اردو ترجمہ ۱۸۴۲ء میں "دُرِ مکنون" کے نام سے کیا۔

معارج النبوۃ

معارج النبوۃ کے مصنف معین الدین مسکین ھرویؒ ہیں۔ اس کتاب کے متعلق زیادہ معلومات تو دستیاب نہیں ہو سکیں لیکن توفیق سبحانی نے اپنی کتاب "نگاہی بہ تاریخ ادب فارسی در ہند" میں اس کا نام ضمناً ذکر کیا ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی کے احوال بیان کرتے جا رہے ہیں کہ ایک دیوان کہ جو ان کی طرف منسوب ہے اس کی تردید کرتے ہیں کہ یہ دیوان خواجہ معین چشتی کا نہیں بلکہ یہ ابونصر افراھی یا معین الدین مکسین ہروی کا ہے اور اس کے دوران معین الدین مسکین ہروی کے نام کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ جو معارج النبوۃ کے مصنف ہیں۔ عبارت ملاحظہ کریں:

> "دیوانی کہ بہ نام معین الدین چشتی در مطبعہ نولکشور چاپ شدہ است، از وی نیست، ایں دیوان متعلق بہ مولانا ابونصر فراھی یا معین الدین مسکین ھروی مؤلف معارج النبوۃ است۔"[1]
>
> ترجمہ: "وہ دیوان کہ جو معین الدین چشتی کے نام سے مطبعہ نولکشور سے چھاپا گیا ہے، وہ ان کا دیوان نہیں ہے۔ وہ دیوان مولانا ابونصر فراہی کا ہے یا معین الدین مسکین ہروی کا ہے کہ جو معارج النبوۃ کے مؤلف ہیں۔"

اللباب شرح سبل الہدی والرشاد

اس کتاب کے مصنف قاضی ثناء اللہ پانی پتی ہیں۔ قاضی ثنااللہ پانی پتی نے اپنے مرشد حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمہ کی فرمائش پر شمس الدین صالحیؒ کی کتاب "سبل الہدٰی والرشاد" کی تیسری جلد کا فارسی ترجمہ "اللباب" کے نام سے کیا۔ جو نبی کریم ﷺ کے اوصافِ عالیہ، معمولات اور معاملات کے مبارک تذکرے پر مبنی ہے۔

مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ

"مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ" شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی مایہ ناز تصنیف ہے جو برصغیر میں سیرتِ طیبہ پر پہلی جامع کتاب شمار ہوتی ہے۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے: پہلی جلد میں خصائص، شمائل، اخلاق وعاداتِ نبوی ﷺ ہیں، جبکہ دوسری جلد میں مغازی و سرایا کی تاریخی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

ریاض السیّر

محمد باقر آگاہ اس کتاب کے مصنف ہیں، مزید اس کتاب کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہیں۔

فوائدِ بدریہ

یہ قاضی بدرالدولہؒ کی تصنیف ہے۔ ریاست کرناٹک کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) قاضی بدرالدولہؒ کی کتاب "فوائدِ بدریہ" فارسی زبان کا شہکار ہے۔ "فوائدِ بدریہ" کو عربی کی مشہور کتبِ سیرت کا نچوڑ قرار دیا جاتا ہے۔

روضۃ الاحباب

پنجاب میں رہائش پذیر علامہ سیّد جمال الدین الحسینی نیشاپوریؒ ہیں، اس کتاب کے متعلق تفصیلی معلومات دستیاب نہیں ہو سکیں۔

ممتاز التفاسیر

یہ سیّد امیر الدین حسینؒ کی تصنیف ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر کی کتاب ہے لیکن یہ سیرت نبوی ﷺ کی کتاب ہے۔

مبحث دوم: انساب، خاندان اور اصحابِ رسول ﷺ کے حالات

فارسی سیرت نگاری میں رسول اکرم ﷺ کے نسب، خاندان اور اصحاب کے حالات کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ سیرت نگاروں نے آپ ﷺ کے شجرۂ نسب کو انبیاء تک جوڑتے ہوئے خانوادۂ نبوت کی عظمت اجاگر کی۔ اہلِ بیت کی خدمات اور اصحاب کی قربانیاں ادبی و اخلاقی اسلوب میں عملی نمونے کے طور پر پیش کی گئیں۔

نسب نامے

بعض کتب رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہلِ بیت پاک رضی اللہ عنہم کے نسب ناموں پر لکھی گئی ہیں تو وہ بھی سیرت کا حصہ ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا نسب نامہ تو بلاواسطہ آپ کی سیرت میں بیان کیا جاتا ہے اور آپ کی اہلبیت کے احوال و انساب کو بھی سیرت نگاروں نے سیرت کے تحت شامل رکھا ہے۔

منہج الانساب

یہ سید معین الحق کی تصنیف ہے۔ ان کا پورا نام سید معین الحق بن محمد ابو جعفر بن شاہ تقی الدین بن شہاب الملہ ہے۔ انہوں نے یہ کتاب بعنوان "منہج الانساب" تحریر کی ہے۔ یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کے نسب نامہ سے آغاز کر کے بھکر میں موجود خاندانِ سادات کے نسب ناموں پر تحریر کی گئی ہے۔ اور مؤلف خود بھی خاندانِ سادات میں سے ہیں۔ اس لحاظ سے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنا نسب نامہ بیان کیا ہے۔ وہ ملتان کی راہ سے بھکر آئے۔ یہاں آکر اس خاندان کی تمام شاخوں کو جانا اور سید محمد مکی کی کتاب بحر الانساب کو اس مشن کے لیے بنیاد بنایا۔ بحر الانساب گیارہ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اور اس کی بنیاد بھی رسول اللہ ﷺ کے نسب نامہ سے کی گئی ہے۔[2]

بحر الانساب

اس کے مصنف سید محمد بن جعفر مکی حسینیؒ ہیں۔ آپ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے خلفاء میں سے ایک ہیں۔ ان کی تصنیفات میں سے چند ایک اور بھی ہیں۔ ایک کتاب کا نام "بحر المعانی" ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے حقائق اور اسرار معرفت پر

بات کی ہے۔ اور ایک کتاب کا نام "پنج نکات" ہے۔ اس کے متعلق کوئی تفصیلات حاصل نہیں ہو سکیں۔ اور ایک کتاب یہ "بحر الانساب" ہے۔ کہ جو رسول اللہ ﷺ اور اہلبیتِ پاک رضی اللہ عنہم کے انساب پر مشتمل ہے۔

بحر الانساب

اس کے مصنف فخر مدبّر (وفات: قبل از ۶۳۳ھ) ہیں۔ آپ کا پورا نام محمد بن منصور بن سعید بن ابو الفرج ہے۔ ان کا لقب "مبارک شاہ" تھا اور "فخر مدبّر" کے نام سے معروف تھے۔ آپ ساتویں صدی ہجری کے اوایل دور کے نثر نگاروں میں سے ہیں۔ "تاریخ ادبیات در ایران" ڈاکٹر صفا میں بیان کرتے ہیں:

"تا پایان سلطنت شمس ایلتتمش زیستہ و گویا پیش از ختم سلطنت آن پادشاہ، یعنی پیش از ۶۳۳ھ در گذشتہ است۔"[3]

(سلطان شمس الدین التمش کی سلطنت کے دوران تک آپ زندہ تھے۔ گویا کہ اس بادشاہ کی سلطنت ختم ہونے سے پہلے یعنی ۶۳۳ھ سے پہلے آپ کا وصال ہو گیا۔)

نام سے اس کتاب کا موضوع ظاہر ہے۔ اس کتاب کو مبارک شاہ نے سلطان معز الدین محمد سام کے نام کیا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نسب مبارکہ کو بیان کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے خلفاء راشدین و چار یار اور مہاجرین و انصار میں کئی صحابہ کرام کے انساب کو بھی ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ بادشاہوں کے شجرہ نسب میں شامل کیے ہیں۔ یہ کتاب کل ۱۳۶ شجروں پر مشتمل ہے۔ اور ۱۹۲۷ء میں سر دنیسن راس (Sir Denison Ross) نے اس کا دیباچہ لکھا ہے اور اس نے غلطی سے اس کو فخر الدین مرورودی کی کتاب سمجھ لیا ہے۔[4]

"تاریخ ادبیات در ایران" ڈاکٹر صفا ذکر کرتے ہیں:

"یک بار برائے فراہم آوردن مآخذ کتاب خود بہ نام "بحر الانساب" بہ غزنین سفری کردہ و بہ لاہور باز گشتہ است۔" (5)

(ایک بار اپنی کتاب "بحر الانساب" کے لیے مآخذ کی فراہمی کی غرض سے غزنین کا سفر کیا اور اس دوران آپ لاہور کے پاس سے ہو کر گزرے۔)

مبحث سوم: تواریخ، مغازی اور مدینہ منورہ کی روایات

فارسی ادبیات میں سیرتِ نبوی ﷺ کا ایک اہم پہلو تاریخی متون اور کتبِ مغازی کی عکاسی ہے۔ فارسی مورخین نے عربی ماخذ کی روشنی میں غزوات، مدینہ کی معاشرتی ساخت، مسجد نبوی، مواخات اور میثاقِ مدینہ جیسے موضوعات بیان کیے، جو سیرت کے دینی، سیاسی اور تہذیبی پہلو اجاگر کرتے ہیں۔

مغازی النبی ﷺ

مغازی النبی ﷺ سیرت کا بہت اہم ترین باب ہے۔ بلکہ ایک وقت تو صرف مغازی کو ہی سیرت کہا جاتا تھا۔

مغازی النبوۃ

مغازی النبوۃ شیخ یعقوب بن خواجہ حسن عاصمی کشمیری متخلص صرفیؒ (وفات: ۱۰۰۳ھ) کی تصنیف ہے۔ دسویں صدی ہجری کے مشائخ صوفیہ میں سے ہیں۔ ۹۰۶ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ وہ ہرات میں ملا محمد کے شاگرد ہوئے۔ انہوں نے انہیں "جامی ثانی" کا لقب دیا۔ کئی مدت انہوں نے عبادت و ریاضت میں گزاری۔ میر سید علی ہمدانی کے ارادت مندوں میں شامل ہوئے۔ شیخ کمال الدین حسین خوارزمی کے حلقہ اصحاب میں بھی داخل ہوئے۔ اوران کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے کشمیر سے سمرقند کا سفر کیا۔ پس چند ایام میں شیخ نے انہیں اجازتِ ارشاد اور خرقہ خلافت عطا فرمائے۔ اور انہوں نے وہاں شیخ سلیم فتح پوری چشتی کا دیدار بھی کیا اور سلسلہ چشتیہ میں داخل ہوئے اور اس سلسلہ کو کشمیر تک پھیلایا۔(6)

یعقوب کشمیریؒ نے کثیر کتب تصنیف کی ہیں، جن میں ایک فارسی زبان میں تفسیر قرآن اور صحیح بخاری شرح بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ مسلک الاخیار، مثنوی وامق و عذرا، لیلیٰ مجنوں، مقامات مرشد، خمسہ جامی، مناسک حج۔(7)

شیخ یعقوب صرفیؒ کی کتاب "مغازی النبوۃ" جیسا کہ نام سے واضح ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مغازی پر لکھی گئی ہے۔

تواریخ مدینہ

مدینہ منورہ کی تواریخ کو بھی سیرت طیبہ کا حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ بلکہ مدینہ منورہ تو بلاواسطہ سیرت طیبہ کا ایک اہم ترین اور بنیادی اہمیت رکھنے والا باب ہے۔

تاریخ مدینہ

یہ کتاب قاضی شہاب الدین عمر دولت آبادی کی ہے۔ ان کا مکمل نام ملک العلماء قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی ہے۔ دولت آباد شہر سے منسوب ہیں کہ جو دکن کے قریب واقع ہے۔ اسی شہر میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ان کے والد بھی علماء میں سے تھے۔ اور انہوں نے علم نحو پر ابن حاجب کی کتاب "کافیہ" کی شرح بھی کی ہے۔ قاضی شہاب الدین مولانا خواجگی اور قاضی عبد المقتدر سے تحصیل علم کیا ہے۔ جس وقت تیمور نے دہلی پر حملہ کیا، اس ہنگامہ میں انہوں نے بھی دیگر علماء کی طرح دہلی کو چھوڑا اور اپنے استاد مولانا خواجگی کے ساتھ کالپی آ گئے۔ قاضی شہاب الدین نے یہاں سے جونپور کی طرف سفر کیا۔ تو سلطان ابراہیم شرقی مقدم نے انہیں بہت اعزاز دیا، انہیں کتاب تحریر کرنے کا شوق دلایا اور انہیں ملک العلماء کا لقب دیا۔ یہاں آکر قاضی شہاب الدین شیخ ابو الفتح جونپوری اور سید جہانگیر سمنانی جیسے علما کے ہمنشین ہوئے۔ قاضی شہاب الدین نے بہت سی کتب تحریر کی ہیں۔ آپ نے جن موضوعات پر کتب تصنیف کی ہیں ان میں تفسیر، فقہ و اصول فقہ، فتاوی، حدیث، سیرت، نحو، بلاغت، قصائد و مناقب وغیرہ شامل ہیں۔(8)

سیرت میں آپ کی کتاب "تاریخ مدینہ" ہے۔ اس کتاب کے حوالہ سے تفصیلی معلومات دستیاب نہیں ہو سکیں۔

جذب القلوب الی دیار المحبوب ﷺ

اس کتاب کے مصنف شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے اس کتاب کو لکھنے کا آغاز ۹۸۸ھ میں مدینہ منورہ میں کیا اور ۱۰۰۱ھ میں دہلی میں اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ یہ کتاب تاریخِ مدینہ اور رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ احوال پر مشتمل ہے۔

تاریخ مدینہ

یہ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کو بعض تذکرہ نگاروں نے الگ ایک کتاب شمار کیا ہے۔ جبکہ بعض نے اسے جذب القلوب کا ہی دوسرا نام ذکر کیا ہے۔ کیونکہ جذب القلوب میں بھی ایک حصہ تاریخ مدینہ پر مشتمل ہے۔ یا ایسا بھی ممکن ہے کہ اس کو جذب القلوب سے الگ کر کے کبھی شائع کیا گیا ہو۔ لیکن زیادہ امکان یہی ہے کہ یہ کوئی الگ کتاب نہیں ہے بلکہ جذب القلوب کو ہی تاریخ مدینہ کا نام دیا جاتا ہے۔ تو بعض لوگوں نے اس سے سمجھ لیا کہ شاید یہ کوئی الگ مستقل کتاب ہے۔ یا اگر جذب القلوب سے کچھ ابواب الگ کر کے شائع کیے گئے ہوں تو بھی محال نہیں ہے۔

احوالِ خاندان واصحاب رسول ﷺ

پہلے باب میں واضح ہو چکا ہے کہ سیرت نگاروں نے اہلبیت رسول ﷺ اور اصحابِ رسول ﷺ کے احوال کو بھی سیرت میں شمار کیا ہے۔

عشرہ مبشرہ

عشرہ مبشرہ خواجہ ضیاء الدین نخشبی (وفات: ۷۵۱ھ) کی تصنیف ہے۔ خواجہ ضیاء الدین سمرقند کے قریب کے علاقہ "نخشب" یا "نسف" سے جوانی کی عمر میں ہی ہندوستان کی طرف ہجرت کر آئے۔ اور بدایون شہر کو اپنا مسکن بنایا۔ ان کی وفات ۷۵۱ھ میں واقع ہوئی اور بعض جگہ ۷۵۰ھ بھی درج کی گئی ہے۔ انہوں نے اور بھی بہت سی کتب تحریر کی ہیں کہ جن میں سے ایک بہت مشہور و معروف کتاب "طوطی نامہ" ہے۔ کہ جو فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔

تغلقوں کے دور میں لکھی گئی یہ ایک کتاب ہے۔ یہ کتاب عشرہ مبشرہ کے فضائل و مناقب اور ان کی سیر و احوال پر مشتمل ہے۔ اس سے زیادہ اس کے متعلق معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ جو آیات و اخبار اور اشعار و امثال پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا نام ڈاکٹر توفیق سبحانی نے "نگاہی بہ تاریخ ادب فارسی در ہند" میں ذکر کیا ہے۔ (9)

یہ کتاب سیرت طیبہ کے اس پہلو سے متعلق ہے کہ جو اصحابِ رسول ﷺ پر مشتمل ہے۔ کیونکہ اصحابِ سیر نے بیان کیا ہے کہ جب سیرت کی بات کی جائے تو اس میں رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے احوال کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے اصحاب کے تذکرے بھی شامل ہوتے ہیں۔

تقدیس والدین المصطفیٰ ﷺ

اس کتاب کے مصنف قاضی ثنا اللہ پانی پتیؒ ہیں۔ حضرت ثناء اللہ پانی علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کو ثابت کیا ہے اور نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کی عظمت و شان کو بیان کیا ہے۔

شمائل و مناقب و خصائص

سیرت نگاروں نے شمائل نبوی ﷺ، خصائص نبوی ﷺ اور دفاعِ شانِ نبوت کے عنوانات کو بھی سیرت کے پہلوؤں کے طور پر سیرت میں ہی شمار کیا ہے۔

مبحث چہارم: شمائل، مناقب، خصائص اور مدائح نبوی ﷺ

فارسی سیرت نگاری میں شمائل، مناقب اور مدائحِ نبوی ﷺ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ شعرا و نثر نگاروں نے آپ ﷺ کے حسن، اخلاق اور معجزات کو عقیدت سے بیان کیا۔ فردوسی، سنائی، عطار، رومی اور جامی نے نعتیہ شاعری کو فروغ دیا، جس نے سیرت کو روحانی و جمالیاتی جہتوں کے ساتھ منور کیا۔

شرح شمائل النبی ﷺ

اس کتاب کے مصنف عبد اللہ سلطان پوریؒ (وفات بعد از ۹۹۰ھ) ہیں۔ عبد اللہ سلطان پوریؒ کی مشہور کتب میں سے ایک کتاب یہ بھی ہے کہ جو امام ترمذی علیہ الرحمہ کی تحریر کردہ شمائل النبی ﷺ کی فارسی زبان میں شرح ہے۔

ان کے حالات اوپر بیان کر دیے ہیں۔ ڈاکٹر توفیق سبحانی نے ان کے تعارف میں جو کہا وہ مندرجہ ذیل ہے:

> **"عبد اللہ سلطان پوری: از سلالہ انصار بود، در سلطان پور لاہور سکونت داشت۔ از علماء یگانہ زمان بود ۔ مخصوصا در عربیت، فقہ، اصول و تاریخ مہارت داشت و در بعضی از ایں علوم تصنیفاتی دارد۔ از جملہ آثار او "عصمۃ الانبیاء" و "شرح شمائل النبی ﷺ" مشہور ند۔ ھمایوں بہ وی لقب مخدوم الملک و شیخ الاسلام دادہ بود۔"**[10]

> "(عبد اللہ سلطان پوری: کہ جو انصار کے خاندان سے ہیں۔ انہوں نے سلطان پور میں رہائش اختیار کی۔ یکتائے زمانہ علماء میں سے تھے۔ خصوصی طور پر عربی، فقہ اور اصول و تاریخ میں مہارت رکھتے تھے اور ان میں سے بعض علوم میں تصنیفات بھی رکھتے ہیں۔ اور ان کے تمام آثار میں سے عصمۃ الانبیاء اور شمائل النبی ﷺ مشہور ہیں۔ ہمایوں نے انہیں مخدوم الملک اور شیخ الاسلام کا لقب دیا تھا)"۔

عصمۃالانبیاء

یہ بھی عبد اللہ سلطان پوریؒ(وفات بعد از ۹۹۰ھ) کی تصنیف ہے۔ وہ لاہور کے قریب سلطان پور کے رہائشی تھے۔ ان کا شمار ان علماء میں ہوتا تھا کہ جنہیں یگانہ روز گار قرار دیا جاتا ہے۔ انہیں خاص طور پر عربی، فقہ، اصول اور تاریخ میں بہت مہارت حاصل تھی۔ اور ان میں سے بعض علوم میں ان کی تصنیفات بھی موجود ہیں۔ ہمایوں نے انہیں مخدوم الملک اور شیخ الاسلام کا لقب دیا تھا۔ وہ صاحبِ ثروت تھے اور وکالت دیوانخانہ عالی کے عہدہ پر فائز تھے۔ ۹۹۰ھ میں حج کے لیے سفر کیا ہے۔ اور اس سفر میں احمد آباد گجرات کے پاس سے گزرے۔[11]

اس کے بعد کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ اور ان کی تاریخ پیدائش و تاریخ وفات معلوم نہیں۔ لیکن ان کے سفر حج سے معلوم ہوا کہ ان کی وفات ۹۹۰ھ کے بعد کسی سال میں ہوئی۔

ان کی تصنیفات میں سے ایک بہت زیادہ مشہور کتاب "عصمۃالانبیاء علیہم السلام" ہے۔

شرح شفاء

یہ شاہ طاہر (متوفی: ۹۵۶ھ) کی تصنیف ہے۔ آپ کا پورا نام "شاہ طاہر فرزند شاہ رضی الدین" ہے۔ آپ علیہ الرحمہ سادات علوی سے ہیں۔ اور وہ مصر کے اسماعیلی خاندان سے وابستہ ہیں۔ محمد قاسم فرشتہ ذکر کرتے ہیں کہ وہ سلطنت اسماعیلیہ کے اوائل دور میں ان شخصیات میں سے تھے کہ فضل و تقوی میں باکمال تھے اور فقہ و حدیث میں بلند مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے ترک دنیا کر کے درویشوں کا لباس پہن لیا۔ اور ان کے بعد ان کے بیٹے ایک دوسرے کے بعد ان کے جانشین ہوتے گئے۔ ان می سے ایک گیلان کے نزدیک قزوین کے مضافات میں روستای میں جاگزیں ہوئے۔ ان کے بیٹے تقریبا تین سو سال تک ان کی خانقاہ میں ان کے جانشین رہے ہیں۔ اور اس خانقاہ کا نام "خوندیہ" پڑ گیا۔ کیونکہ وہ حسینی سید بھی تھے اور ظاہری و باطنی کمالات سے بھی خوب مزین تھے اس لیے ان کا مقام و مرتبہ بہت بڑھ گیا۔ لیکن سال ۹۲۶ھ میں بعض حاسدوں کی زیادتیوں سے تنگ آکر آپ نے مصر کو ترک کیا اور ہندوستان آگئے۔ اور شہر بیجاپور میں سکونت اختیار کی۔ اسماعیل عادل شاہ نے ان کی عزت و تکریم کی۔ سال ۹۲۸ھ میں احمد نگر آگئے۔ آپ شیعہ مسلک کے اسماعیلی گروہ کی ترویج کرتے تھے۔ اگرچہ آپ شیعہ مسلک سے وابستہ تھے لیکن آپ رفض سے محفوظ تھے اور صحابہ کرام، ازواجِ مطہرات اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے متعلق عقائد ان کے ہمیشہ اچھے رہے۔ ان کی وفات سال ۹۵۶ھ میں ہوئی۔ وفات کے بعد انہیں کربلائے معلی منتقل کیا گیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قرب میں سپرد خاک ہوئے۔[12]

انہوں نے حضرت قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ" کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس کتاب کے متعلق زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہو سکی ہیں۔

ثنائے محمدی ﷺ

ضیاء الدین برنی (وفات: ۷۵۸ھ) کی کتاب ہے۔ برن دہلی کے قریب ایک قصبہ ہے کہ جس کی نسبت برنی کہلائے۔ اور یہ قصبہ بلندی پر واقع ہے اس لیے اسے بلند آباد بھی کہا جاتا ہے۔ ضیاء الدین جوانی کے ہی دور میں دہلی آئے تھے۔ اور آپ امیر خسرو اور امیر حسن دہلوی کے دوستوں میں سے ہیں۔ اور وہ سلطان محمد تغلق کے مشیروں میں سے بھی ہیں۔ فیروز شاہ کے زمانہ میں آپ کو ناکامی کا سامنا ہوا اور ان کی زندگی پریشانیوں میں چلی گئی۔ یہاں تک کہ ان کی وفات بھی فقر میں ہو گئی۔ اور نہ ان کو کسی نے کفن دیا نہ ہی ان کا کوئی جنازہ پڑھنے والا تھا۔[13]

مؤرخین بیان کرتے ہیں یہ کتاب دورِ تغلقان میں لکھی گئی لیکن اس کے متعلق کوئی تفصیل موجود نہیں ہے۔[14]

صلوۃ کبیر

یہ ضیاء الدین برنیؒ (وفات: ۷۵۸ھ) کی کتاب ہے۔ یہ مکمل کتاب درودِ پاک پر مشتمل ہے جو کہ عہدِ تغلقاں میں لکھی گئی، اسکے متعلق کوئی تفصیل دستیاب نہیں۔[15]

مبحث پنجم: نعتیہ شاعری، میلاد نامے اور مثنویات کی روایت

فارسی ادب میں سیرتِ نبوی ﷺ کی پیش کش کا نمایاں پہلو نعتیہ شاعری، میلاد نامے اور مثنویات ہیں۔ شعرا نے نعت کو روحانی تربیت کا وسیلہ بنایا، میلاد ناموں میں ولادتِ نبوی ﷺ کے معجزات بیان ہوئے، جبکہ سنائی، عطار، رومی اور جامی نے مثنویات میں عشق، اخلاق اور عرفان کو سیرت سے جوڑا۔

نعتیہ مثنویاں

سترھویں اور اٹھارویں صدی میں منظوم سیرت نگاری کے رجحان کو فروغ حاصل ہوا۔ اُس دور میں نعتیہ انداز میں معراج نامے، میلاد نامے، شمائل نامے، نور نامے، مولود نامے اور وفات نامے لکھے گئے۔ ان میں سے بعض نعتیہ مثنویاں تو ہزاروں اشعار پر مشتمل ہوتی تھیں۔ اس دور میں جو نعتیہ مثنویاں لکھی گئیں ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ روضۃ الانوار (مصنف شاعر: ولی ویلوری)

۲۔ ہشت بہشت (مصنف شاعر: محمد باقر آگاہ)

۳۔ اعجازِ احمدی ﷺ (مصنف شاعر: نوازش علی شیدا)

۴۔ الشمامۃ العنبریہ من المولد الخیر البریہ ﷺ (مصنف شاعر: نواب صدیق الحسن)

میلاد نامے

فارسی زبان میں لکھی گئے چند اہم میلاد نامے مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ محافل الانوار فی احولِ سیّد الابرار ﷺ (مصنف: مولانا عبد المجید بدایونی)

۲۔سعید البیان (مصنف: شاہ احمد سعید دہلوی)

۳۔مولود شریف (مصنف: غلام امام شہید)

۴۔الشمامۃ العنبریہ من المولد الخیر البریہ ﷺ (مصنف: نواب صدیق الحسن)

فارسی زبان میں سیرت طیبہ کی خدمت کے لیے بہترین کام کیا گیا ہے۔ لیکن ابھی تک یہ کام اس زبان کی حد تک مکمل نہیں ہے۔ یقیناً اس موضوع پر مزید کام کی ضرورت ہے۔ البتہ جتنا کام کیا جا چکا ہے یہ بہت قابلِ قدر اور تاریخ میں یاد رکھا جانے والا کام ہے۔ ان میں سے بعض کتب تو ایسی ہیں کہ جن کا معیار بہت سی عربی کتبِ سیرت سے بھی بلند ہے۔ اور خاص طور پر حضرت محدثِ دہلوی شیخ عبد الحق علیہ الرحمہ کی مدارج النبوہ کا جائزہ لیں تو یہ سیرت کے موضوعات میں جامع ترین کتاب ہے۔ ان کے علاوہ کتب بھی بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ اس مختصر تبصرہ کے بعد جو واضح ہوا ہے کہ وہ یہ کہ زیادہ تر کتب اب دستیاب نہیں ہیں۔ یقیناً بہت بڑا المیہ ہے۔ تو ان کتب کو دوبارہ شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ اور فارسی بولنے والوں اپنی زبان میں اس اہم ترین موضوع کو فروغ دینے کی طرف دھیان دینا ہوگا۔

خلاصہ کلام

برصغیر میں اسلامی فتوحات کے ساتھ ہی عربی و فارسی زبانوں نے اپنی جڑیں مضبوط کرنا شروع کیں۔ دینی علوم، فقہ، تفسیر اور حدیث کے ساتھ ساتھ سیرت نگاری بھی برصغیر میں وارد ہوئی۔ ابتدا میں سیرتِ نبویؐ کے مضامین عربی ماخذات سے ماخوذ ہوتے تھے، لیکن جلد ہی فارسی زبان میں بھی یہ روایت پروان چڑھی کیونکہ فارسی عوام اور خواص دونوں کے لیے فہم و مطالعہ کا ذریعہ بن چکی تھی۔ سلطنت دہلی کے دور میں فارسی زبان علمی و ادبی زبان کے طور پر رائج ہوئی۔ صوفیائے کرام نے اپنی تعلیمات اور اصلاحی پیغامات کو عام فہم انداز میں منتقل کرنے کے لیے سیرت النبیؐ کے موضوعات پر لکھنا شروع کیا۔ مثنویوں اور نثری تصانیف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، اخلاق اور معجزات کا ذکر کیا جانے لگا۔ اس زمانے میں سیرت نگاری زیادہ تر مذہبی و اخلاقی نصیحت کے رنگ میں ڈھلی ہوئی نظر آتی ہے۔ مغلیہ دور فارسی سیرت نگاری کے فروغ کا سنہری دور کہا جا سکتا ہے۔ اس زمانے میں مدارس، خانقاہوں اور شاہی درباروں میں فارسی زبان کا بول بالا تھا۔ سیرت نگاری بھی ایک منظم علمی روایت کی صورت میں سامنے آئی۔ مختلف مصنفین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو نثری اور شعری دونوں انداز میں محفوظ کیا۔ اس عہد کی تصانیف میں سیرت کے ساتھ ساتھ شمائل، معجزات، فضائل اور درود و سلام پر مبنی ادبی ذخیرہ بھی پیدا ہوا۔ فارسی سیرت نگاری میں بیان کی خوب صورتی، ادبی صنعتوں اور شعری انداز کا غلبہ رہا جس نے ان تحریروں کو عوام میں مقبول بنایا۔ فارسی سیرت نگاری میں تین نمایاں خصوصیات نظر آتی ہیں۔ پہلی یہ کہ اس میں روحانی و صوفیانہ رنگ نمایاں ہے اور سیرت کو صرف تاریخی واقعہ نہیں بلکہ ایک روحانی سرچشمہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ادبی و شعری اسلوب اختیار کیا گیا اور سیرت کے مضامین مثنوی، قصیدہ اور سلام کی صورت میں لکھے گئے۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ سیرت کو معاشرتی اور فردی اصلاح کے

لیے ذریعہ بنایا گیا اور قاری کو اخلاقی درس فراہم کیا گیا۔ انیسویں صدی میں جب فارسی کی جگہ رفتہ رفتہ اردو نے لی تو سیرت نگاری بھی اردو زبان میں زیادہ لکھی جانے لگی۔ تاہم فارسی سیرت نگاری کا ذخیرہ آج بھی برصغیر کے علمی و ادبی ورثے کا قیمتی حصہ ہے اور اس کے اثرات اردو سیرت نگاری پر بھی نمایاں ہیں۔ یوں برصغیر میں فارسی سیرت نگاری کا آغاز صوفیانہ اور دینی حلقوں سے ہوا، مغلیہ دور میں اسے فروغ ملا اور پھر یہ روایت اردو ادب کو منتقل ہو گئی۔ یہ روایت نہ صرف سیرت النبیؐ کے علمی مطالعے کی بنیاد بنی بلکہ برصغیر کے مذہبی و ادبی ذوق کی عکاس بھی ہے۔

---

[1]Taufīq Subḥānī, *Nigāhī bih Tārīkh-i Adab-i Fārsī dar Hind* (Tehrān: Markaz-i Nashr-i Dānishgāhī, 1987), p. 211.

[2]Dr. Taufīq Subḥānī, *Nigāhī bih Tārīkh-i Adab-i Fārsī dar Hind*, p. 159.

[3]Dr. Ṣafā, *Tārīkh-i Adabiyyāt dar Īrān* (Tehrān: Intishārāt-i Firdawsī, 1963), 3:117.

[4]Dr. Taufīq Subḥānī, *Nigāhī bih Tārīkh-i Adab-i Fārsī dar Hind*, p. 50.

[5]Dr. Ṣafā, *Tārīkh-i Adabiyyāt dar Īrān*, 3:116.

[6]Ghulām Rasūl Mehr, *Tazkirah-yi 'Ulamā'-yi Hind* (Lāhaur: Shaykh Ghulām 'Alī and Sons, 1962), p. 256.

[7]Ghulām Rasūl Mehr, *Tazkirah-yi 'Ulamā'-yi Hind*, p. 256.

[8]'Abd al-Ḥaqq Muḥaddith Dihlawī, *Akhbār al-Akhyār* (Lāhaur: Majlis Taraqqī-yi Adab, 1966), p. 186.

[9]Dr. Taufīq Subḥānī, *Nigāhī bih Tārīkh-i Adab-i Fārsī dar Hind*, p. 120.

[10]Dr. Taufīq Subḥānī, *Nigāhī bih Tārīkh-i Adab-i Fārsī dar Hind*, p. 123.

[11]Dr. Taufīq Subḥānī, *Nigāhī bih Tārīkh-i Adab-i Fārsī dar Hind*, p. 321.

[12]Muḥammad Qāsim Firishtah, *Tārīkh-i Firishtah*, vol. 2 (Hyderabad Deccan: Āṣafiyyah Press, 1831), p. 213.

[13]Ẓiyā' al-Dīn Baranī, *Tārīkh-i Fīrūzshāhī*, part 1 (Lāhaur: Idārah-yi Saqāfat-i Islāmiyyah, 1957), p. 155.

[14]Dr. Taufīq Subḥānī, *Nigāhī bih Tārīkh-i Adab-i Fārsī dar Hind*, p. 124.

[15]Dr. Taufīq Subḥānī, *Nigāhī bih Tārīkh-i Adab-i Fārsī dar Hind*, p. 124.